اپنے یقین اور عمل کو درست کرنے اور سارے انسانوں کو صحیح یقین و عمل کی دعوت کے لیئے حضرت محمد ﷺ والے طریقۂ محنت کو سارے عالم میں زندہ کرنے کی کوشش کے لئے اللہ کے راستے میں نکلکر اور مقام پر تبلیغی جماعت کی محنت

عوام کی سطح پر مسلمانوں کو دین سے جوڑنے کی بنیادی محنت ہے۔ جو سارے عالم میں علما کرام کی سرپرستی میں چل رہی ہے۔ اور اللہ ہی اتنے بڑے نظام کو چلا سکتا ہے۔ ورنہ اس مادیت کے دور جب ہر کوئی اپنی دنیا بڑھانے کی فکر میں ہے۔ لاکھوں لوگ بغیر کسی پیسہ اور مال کی لالچ میں اپنا پیسہ اور وقت خرچ کرکے، تکلیف برداشت کرکے لوگوں کے دروازہ پر جا رہے ہیں۔

تبلیغ میں علم و ذکر کی اہمیت

حضرت مولانا الیاسؒ و مولانا یوسفؒ کے ملفوظات کی روشنی میں

تحریر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ

یہ کتاب

دراصل حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کی تصنیف

جماعت تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات

اضافہ شدہ ایڈیشن کا ایک چیپٹر ہے۔

جسے حضرت حافظ اسلم زاھد صاحب نے ترتیب دیا ہے۔

جسے افادہ عام کی غرض سے الگ سے شائع کیا جارہا ہے۔

اللہ مصنف کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

علم وذکر کے متعلق مولانا محمد الیاسؒ کے ملفوظات

حضرت دہلویؒ کے ملفوظات میں ہے:

(**ملفوظ نمبر ۱**) ایک بار فرمایا جس کو مولانا ظفر احمد صاحب بھانجہ حضرت حکیم الامۃ تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے اپنے ملفوظات میں جو انہوں نے نظام الدین کے قیام میں جمع کیے اور وہ حضرت دہلویؒ کے ملفوظات میں طبع بھی ہو گئے لکھا ہے کہ مولانا نے ایک بار فرمایا کہ ہماری تبلیغ میں علم وذکر کی بڑی اہمیت ہے بدون علم کے نہ عمل ہو سکے نہ عمل کی معرفت اور بدون ذکر کے علم ظلمت ہی ظلمت ہے۔ اس میں نور نہیں ہو سکتا۔ مگر ہمارے کام کرنے والوں میں اس کی کمی ہے، میں نے (مولانا ظفر احمد صاحب نے) عرض کیا تبلیغ خود بہت اہم ہے۔ اس کی وجہ سے ذکر میں کمی ہونا ویسا ہی ہے جیسا حضرت سید صاحب بریلوی قدس سرہٗ نے جس وقت جہاد کی تیاری کے لیے اپنے خدام کو بجائے ذکر وشغل کے نشانہ بازی اور گھوڑے کی سواری میں مشغول کر دیا، تو بعض نے یہ شکایت کی کہ اس وقت پہلے جیسے انوار نہیں ہیں تو حضرت سید صاحب نے فرمایا کہ ہاں اس وقت ذکر کے انوار نہیں ہیں جہاد کے انوار ہیں اور اس کی اس وقت ضرورت ہے، فرمایا (یعنی حضرت دہلویؒ نے) مگر مجھے علم اور ذکر کی کمی کا قلق ہے اور یہ کمی اس واسطے ہے کہ اب تک اہل علم اور اہل ذکر اس میں نہیں لگے ہیں۔ اگر یہ حضرات آ کر اپنے ہاتھ میں کام لے لیں تو یہ کمی بھی پوری ہو جائے، مگر علماء اور اہل ذکر تو ابھی تک اس میں بہت کم آئے ہیں۔

تشریح:...... اب تک جو جماعتیں تبلیغ کے لئے روانہ کی جاتی ہیں ان میں اہل علم اور اہل نسبت کی کمی ہے۔ جس کا حضرت کو قلق تھا۔ کاش اہل علم اور اہل نسبت بھی ان جماعتوں میں شامل ہو کر کام کریں تو یہ کمی پوری ہو جائے الحمد للہ مرکز تبلیغ میں اہل علم اور اہل نسبت موجود ہیں، مگر وہ چند گنتی کے آدمی ہیں اگر وہ ہر جماعت کے ساتھ جایا کریں تو مرکز کا کام کون سرانجام دے۔ (ملفوظات)

(**ملفوظ نمبر ۲**) ایک دن بعد نماز فجر جب کہ اس تحریک میں عملی حصہ لینے والوں کا نظام الدین کی مسجد میں بڑا مجمع تھا، اور حضرت مولانا کی طبیعت اس قدر کمزور تھی کہ بستر پر لیٹے لیٹے بھی دو چار لفظ بآواز نہیں فرما سکتے تھے تو اہتمام سے ایک خاص خادم کو طلب فرمایا، اور اس کے

واسطے سے اس پوری جماعت کو کہلوایا کہ آپ لوگوں کی یہ ساری چلت پھرت اور ساری جدو جہد بیکار ہوگی اگر اس کے ساتھ علم دین اور ذکر اللہ کا پورا اہتمام آپ نے نہیں کیا بلکہ سخت خطرہ اور قوی اندیشہ ہے کہ اگر ان دو چیزوں کی طرف سے تغافل برتا گیا تو یہ جدو جہد مبادا فتنہ اور ضلالت کا ایک نیا دروازہ نہ بن جائے دین کا اگر علم ہی نہ ہو تو اسلام اور ایمان محض رسمی اور رسمی ہے، اور اللہ کے ذکر کے بغیر اگر علم ہو بھی تو وہ سراسر ظلمت ہے اور علیٰ ہذا اگر علم دین کے بغیر ذکر اللہ کی کثرت بھی ہو تو اس میں بھی بڑا خطرہ ہے۔ الغرض علم میں نور ذکر سے آتا ہے، اور بغیر علم دین کے ذکر کے حقیقی برکات وثمرات حاصل نہیں ہوتے۔ بلکہ بسا اوقات ایسے جاہل صوفیوں کو شیطان اپنا آلہ کار بنالیتا ہے۔ لہٰذا علم اور ذکر کی اہمیت کو اس سلسلہ میں کبھی فراموش نہ کیا جائے اور اس کا ہمیشہ خاص اہتمام رکھا جائے ورنہ آپ کی یہ تبلیغی تحریک بھی بس ایک آوارہ گردی ہو کر رہ جائے گی اور خدا نہ کرے آپ لوگ سخت خسارہ میں رہیں گے۔

(**ملفوظ نمبر ۳**) ایک بار فرمایا کہ میں ابتداء میں اس طرح ذکر کی تعلیم دیتا ہوں (یہاں اوراد کی تفصیل ہے اس کے بعد فرمایا) علم بدون ذکر کے ظلمت ہے اور ذکر بدون علم کے بہت سے فتنوں کا دروازہ ہے۔

(**ملفوظ نمبر ٤**) فرمایا کہ دو چیزوں کا مجھے بڑا فکر ہے ان کا اہتمام کیا جائے ایک ذکر کا کہ اپنی جماعت میں اس کی کمی پا رہا ہوں ان کو ذکر بتلایا جائے۔ دوسرے اہل اموال کو مصرف زکوٰۃ سمجھایا جائے ان کی زکوٰتیں اکثر برباد جارہی ہیں مصرف میں خرچ نہیں ہوتیں۔ (مضمون طویل ہے)

(**ملفوظ نمبر ٥**) فرمایا علم سے عمل پیدا ہونا چاہئے اور عمل سے ذکر پیدا ہونا چاہیے جب ہی علم، علم ہے اور عمل، عمل ہے، اگر علم سے عمل پیدا نہ ہوا تو سراسر ظلمت ہے۔ اور عمل سے اللہ کی یاد دل میں پیدا نہ ہوئی تو پھس پھسا ہے، اور ذکر بلا علم بھی فتنہ ہے۔

(**ملفوظ نمبر ٦**) فرمایا کہ ذکر اللہ شر شیاطین سے بچنے کے لئے قلعہ اور حصن حصین ہے لہٰذا جس قدر غلط اور برے ماحول میں تبلیغ کے لئے جایا جائے شیاطین جن وانس کے برے اثرات سے اپنی حفاظت کے لئے اسی قدر زیادہ ذکر اللہ کا اہتمام کیا جائے۔

(**ملفوظ نمبر ۷**) فرمایا مجھے جب بھی میوات جانا ہوتا ہے تو میں ہمیشہ اہل خیر اور اہل ذکر

کے مجمع کے ساتھ جاتا ہوں پھر بھی عمومی اختلاط سے قلب کی حالت اس قدر متغیر ہو جاتی ہے کہ جب تک اعتکاف کے ذریعہ اس کو غسل نہ دوں یا چند روز کے لئے سہارنپور یا رائیور کے خاص مجمع اور خاص ماحول میں جا کر نہ رہوں قلب اپنی حالت پر نہیں آتا، دوسروں سے بھی کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے دین کے کام کے لئے پھرنے والوں کو چاہیے کہ گشت اور چلت پھرت کے طبعی اثرات کو خلوتوں کے ذکر و فکر کے ذریعہ دھویا کریں۔

(**ملفوظ نمبر ۸**) ارشاد فرمایا کہ علم و ذکر کو مضبوطی سے تھامنے کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے (اس کے بعد طویل ارشاد علم و ذکر کی حقیقت میں ہے جس میں یہ فرمایا کہ علم نام صرف جاننے کا نہیں) دیکھو یہود اپنی شریعت اور اپنے آسمانی علوم کے کیسے عالم تھے کہ حضور اقدس ﷺ کے نائبوں کے نائبوں تک کے حلیے نقشے حتیٰ کہ ان کے جسم کے تل کے متعلق بھی ان کو علم تھا لیکن کیا ان باتوں کے صرف جاننے نے ان کو کوئی فائدہ دیا؟

یہ چند ملفوظات مختصر لکھوائے ہیں، حضرت دہلوی اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نور اللہ مرقدہما کی تقاریر ان کے ملفوظات اور ارشادات اور مکاتیب کثرت سے شائع ہو چکے ہیں۔ حضرت دہلویؒ کے ایک مکتوب کے چند فقرے نقل کراتا ہوں جو میوات کے کارکنوں کے نام لکھا گیا اور حضرت دہلویؒ کے مکاتیب میں طبع شدہ ہے "دوستو اور عزیزو! تمہارے ایک ایک سال دینے کی خبر سے جو ابھی سے مسرت ہو رہی ہے وہ تحریر سے باہر ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، اور توفیق مزید عطا فرمائے۔ میں چند باتوں کی طرف آپ صاحبان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

(الف) اپنے اپنے حلقے کے ان لوگوں کی فہرست جمع کر کے مجھے اور شیخ الحدیث صاحب کو کہ جو ذکر شروع کر چکے ہیں یا اب کر رہے ہیں یا چھوڑ چکے ہیں۔

(ب) دوسرے جو بیعت ہیں اور ان کو بیعت کے بعد جو بتلایا جاتا ہے اس کو نباہ رہے ہیں یا نہیں؟

(ج) ہر مرکز میں جو مکاتب ہیں ان کی نگرانی اور جدید مکاتب کی جہاں جہاں ضرورت ہے۔

(د) تم خود بھی ذکر اور تعلیم میں مشغول ہو یا نہیں اگر نہیں ہو تو بہت جلد اب تک کی غفلت پر

نادم شروع کردو، الف سے مراد یہ کہ جن کو بارہ تسبیح بتائی ہیں وہ پابندی سے پورا کرتے ہیں یا نہیں اور انہوں نے ہم سے پوچھ کر کیا ہے یا خود اپنی تجویز سے ذکر کرنے والوں کو دیکھ کر شروع کیا ہے ہر ہر شخص سے دریافت کر کے نمبر وار تفصیل سے لکھو۔

(ہ) اپنے مرکزوں سے ہر ہر نمبر کے متعلق نمبر وار تفصیل کے ساتھ کارگزاری میرے اور شیخ الحدیث صاحب کے پاس روانہ کرنے کا اہتمام ہو۔

(و) جو ذکر بارہ تسبیح کر رہے ہیں ان کو آمادہ کرو کہ وہ ایک ایک چلہ رائیپور جا کر گذاریں۔

(ز) میرے دوستو! تمہارے نکلنے کا خلاصہ تین چیزوں کا زندہ کرنا ہے، ذکر، تعلیم، تبلیغ یعنی تبلیغ کے لئے باہر نکالنا۔ اوران کو ذکر و تعلیم کا پابند کرنا۔ (مکاتیب)

مولانا محمد یوسفؒ اور علم و ذکر کی اہمیت

سوانح یوسفی میں لکھا ہے کہ مولانا محمد یوسف صاحبؒ یقین اور نماز کو اس کام کی بنیاد سمجھتے ہوئے علم و ذکر کو دعوت و تبلیغ کی تحریک کے دو بازو قرار دیتے تھے اور ہمیشہ اپنی تقریروں اور مکاتیب میں اس کی طرف پوری طرح متوجہ فرماتے تھے۔ اپنے ایک اہم مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں ”علم و ذکر اس کام کے دو بازو ہیں، ان میں کسی ایک کی کمی اور سستی اصل کام کے لئے سخت مضر اور کمزور کرنے والی ہے، ہر ایک اپنی جگہ نہایت ضروری و لابدی ہے۔ علم و ذکر کے مراکز خانقاہیں اور مدارس ہیں، ہم اپنے دونوں بازوؤں کو قوی کرنے کے اندر ہر طرح ہر وقت اہل علم علماء صلحاء مشائخ کے محتاج ہیں وہ ہمارے بالخصوص ان دو اہم امور میں مقتدا ہیں چونکہ ان کے پاس علم نبوت اور جواہر نبوت موجود ہیں، ہمارے ذمہ لازم ہے کہ ہم اس علم و ذکر کی وجہ سے ان کی خوب قدر کریں۔ ان کی خدمت کریں ان کی صحبت کو اپنے لئے باعث اصلاح و نجات سمجھیں، اسی بنا پر تبلیغ کے اہم نمبروں میں سے ہے علماء اور مشائخ کی زیارت اور ان سے دعاؤں کو لینا ان کے سامنے حالات تبلیغ سنانا اور مفید مشورہ حاصل کرنا۔ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب سوانح حضرت جی میں لکھتے ہیں ”ایک دفعہ میں نے مولانا سے اپنی درسی مصروفیات کی شکایت کی اور عرض کیا کہ میں پڑھانے سے اس قدر تھک گیا ہوں کہ جی چاہتا ہے کہ تھوڑے دنوں کے لئے کوئی آدمی مل جائے تو درسی ذمہ داری اس کے سپرد کر کے کچھ دن تبلیغ میں لگا دوں تو

فرمایا ہر گز نہیں تبلیغ سے پہلے بھی یہی کام کرنا ہے اور تبلیغ کے بعد بھی یہی کام کرنا ہے، لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ ہم مدرسوں کے مخالف ہیں حالانکہ یہ غلط ہے، ہم پڑھانے کو بنیادی کام سمجھتے ہیں اور حد یہ ہے کہ خود پڑھاتے ہیں، ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ پڑھانے کے کام کے ساتھ تبلیغ کو بھی لگائے رکھو۔ (سوانح یوسفی عزیزی)

اہل علم کی مجلس میں علم وذکر کے متعلق استفادہ کریں

حضرت دہلویؒ اپنے ایک طویل مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں اپنے وقتوں کو صبح وشام اور کچھ حصہ شب کا اپنی حیثیت کے مناسب ان دو چیزوں (تحصیل علم وذکر) میں مشغول رکھنا۔

سوانح حضرت دہلویؒ میں علی میاں لکھتے ہیں " آپ نے میواتیوں کو دیوبند، سہارنپور، رائپور اور تھانہ بھون کی طرف بھیجنا شروع کیا اور ہدایت فرمائی کہ بزرگوں کی مجلسوں میں تبلیغ کا ذکر نہ کریں پچاس ساٹھ آدمی ماحول کے دیہاتوں میں گشت کریں اور آٹھویں روز قصبہ میں جمع ہو جائیں پھر وہاں سے دیہات کے لئے تقسیم ہو جائیں حضرات اکابر کی طرف سے اگر پوچھا جائے تو بتلا دیا جائے، از خود کچھ ذکر نہ کیا جائے" شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں " میری ایک پرانی تمنا ہے کہ خاص اصولوں کے ساتھ مشائخ طریقت کے یہاں یہ جماعتیں آداب خانقاہ کی بجا آوری کرتے ہوئے خانقاہوں میں فیض اندوز ہوں اور جس میں باضابطہ خاص وقتوں میں حوالی کے گاؤں میں تبلیغ بھی جاری رہے اس بارے میں ان آنے والوں سے مشاورت کر کے کوئی طرز مقرر فرما رکھیں، یہ بندہ ناچیز بھی اس ہفتہ بہت زیادہ اغلب ہے کہ چند فقراء کے ساتھ حاضر ہو، دیوبند اور تھانہ بھون کا بھی خیال ہے۔ مولانا یوسف صاحبؒ اپنے منتسبین اور تبلیغی کام سے تعلق رکھنے والوں کو برابر، دیوبند حضرت مدنیؒ کی خدمت میں اور رائپور حضرت مولانا عبد القادر صاحب رائپوریؒ کی خدمت میں حاضری اور وہاں کچھ وقت صرف کرنے اور زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے پر زور دیتے تھے۔ (حضرت حکیم الامۃ قدس سرہٗ کا وصال مولانا یوسف صاحب کے دور سے پہلے ہو چکا تھا) اپنے ایک پرانے تعلق رکھنے والے صاحب کو اس سلسلہ میں ایک مکتوب لکھتے ہوئے کتنے اہتمام سے ہدایت فرماتے ہیں۔

''آپ کے لئے باہمی مشورہ سے رائپور کا قیام طے ہوا، نہ صرف ایک چلہ کے لئے بلکہ تین چلوں تک آپ حضرت کے پاس بخوشی رہیں، حضرت عالی کی صحبت مبارکہ کو کیمیا اور اخلاق کے بلند ہونے کا بڑا علاج تصور فرماتے ہوئے وہاں کے آداب کی پوری پوری رعایت کرتے ہوئے ذکر الٰہی کا شوق اور محبت ربانیہ کی پیداوار کی کوشش میں رہیں''

ہم سے تو کچھ نہ ہو سکا آپ ہی اس عظیم ترین دولت کی تحصیل میں لگ جائیں اللہ پاک وہاں آپ کے قیام کو ہماری نجات و مغفرت کا ذریعہ قرار دے۔ حضرت سے بعد سلام مسنون اس عاجز و ناچیز کے لئے دعاء کی درخواست عرض کردیں اور تمام منتسبین و مقیصین بارگاہ کو بھی''

بندہ محمد یوسف غفرلہ (سوانح یوسفیؒ)

اشکال نمبر ۴: تبلیغ مدارس کے نقصان کا ذریعہ ہے

مخالفت کا پروپیگنڈہ غلط ہے تبلیغی جماعت سے مدارس کو نقصان پہنچ رہا ہے یہ لوگ مدارس کی مخالفت کرتے ہیں یہ اعتراض بھی نہایت ہی لغو اور بے اصل ہے اس پہلے نمبر میں...... مدارس...... علم و ذکر کی جو اہمیت بیان ہو چکی ہے،.... اس کے بعد یہ کہنا کہ مدارس کو نقصان پہنچتا ہے یا یہ لوگ مدارس کی مخالفت کرتے ہیں جتنا بے اصل ہے ظاہر ہے۔ ایک مرتبہ اس ناکارہ سے حضرت اقدس شیخ الاسلام مولانا مدنی نوراللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تبلیغی لوگ مدارس کے چندہ کو منع کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یہ کسی سفیر کی روایت ہوگی، سفراء مدارس اس کے ضرور شاکی ہیں اور میں خود بھی چونکہ مدرسہ والا ہوں اس لئے میرے پاس بھی اس قسم کی شکایتیں سفراء کی طرف سے پہنچتی رہتی ہیں، میں نے عرض کیا کہ اس کی اصلیت یہ ہے کہ تبلیغی اکابر کی طرف لوگوں کی رجوعات کی کثرت اور تبلیغی اجتماعات بہت بڑی مقداروں میں ہونے لگے ہیں، کسی اجتماع کے موقع پر کسی مدرسہ کا سفیر گیا ہوا ہوتا ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ یہ تبلیغی احباب اپنے اجتماعات میں ہمارے مدرسوں کے لئے تحریک کردیں یا کم از کم ان کو تقریر کا موقع دیں تاکہ وہ اس اجتماع کو وصول کرتے ہوئے اپنے مدرسہ کے لئے چندہ تحریک کریں، اور ان دونوں باتوں کو تبلیغی حضرات قبول نہیں کرتے اور کرنا بھی نہیں چاہئے اس لیے کہ چندہ مانگنا ان کے اصول کے خلاف ہے اور جب وہ عذر کرتے ہیں۔ تو یہ اس کو اس عنوان

سے تعبیر کرتے ہیں کہ یہ مدارس کے خلاف ہیں، میں نے حضرت سے عرض کیا مجھ سے متعدد سفراء نے یہ شکایتیں کیں اور جب میں نے ان سے پوچھا کہ کس نے اور کہاں مخالفت کی تو ان کی نشاندہی پر واقعہ کی تحقیق کی تو یہی معلوم ہوا جو میں نے اوپر عرض کیا، حضرتؒ نے فرمایا کہ روایت تو ایک مدرسہ کے سفیر ہی کی تھی فقط اس قسم کے اعتراضات زیادہ تر سفراء کی طرف سے آتے ہیں، یا ان لوگوں کی طرف سے جن سے سفراء یہ شکایت کرتے ہیں اس میں شک نہیں کہ چندہ مانگنا ان لوگوں کے اصول کے خلاف ہے، اللہ ان کو اپنے اس عزم پر باقی رکھے۔ یہاں مدرسہ کی مسجد میں چند سال ہوئے مغرب کی نماز کے بعد ایک شخص نے اعلان کیا کہ میں نظام الدین سے آیا ہوں تبلیغ میں جارہا ہوں میرے پاس کرایہ نہیں رہا۔ اہل خیر اپنی ہمت کے موافق کچھ مدد فرمائیں، میں نے اسی وقت اعلان کیا کہ یہ شخص جھوٹا ہے تبلیغ والوں کو چندہ مانگنے کی مرکز سے ہرگز اجازت نہیں اس کو کوئی چندہ نہ دے مدرسہ کی مسجد سے وہ فوراً چلا گیا، مگر معلوم ہوا شہر کی دوسری مساجد میں وہ اسی عنوان سے چندہ کرتا رہا۔ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے ملفوظات میں ہے "جہاں وعظ کہہ کر چندہ مانگا سب اثر گڑ بڑ ہو گیا، بڑے زور و شور کی تقریر گھنٹہ دو گھنٹہ کی محنت ایک لفظ چندہ کے کہتے ہی سب ختم، علماء صرف تبلیغ کریں جب ہی تبلیغ مؤثر ہو سکتی ہے۔ (افاضات)

کلکتہ کے اور ممبئی کے بعض تاجروں سے ایک مدرسہ کے بڑے ذمہ دار نے یہ شکایت کی کہ تبلیغ والوں سے مدارس کے چندہ کو نقصان پہنچتا ہے، ان لوگوں نے مختلف مواقع پر ایک ہی جواب دیا کہ ہم لوگ تو ان مدارس کو چندہ تبلیغ ہی کی برکت سے دے رہے ہیں، آپ دس برس پہلے کی روداد یں نکال کر دیکھ لیں اور اب کی روداد یں نکال کر دیکھ لیں اور موازنہ کریں کہ ہمارے شہروں سے ان دس برسوں میں چندہ میں کتنا اضافہ ہوا۔ حضرت دہلوی نور اللہ مرقدہ کی سوانح میں حضرت دہلویؒ کا ایک مکتوب درج ہے جو میوات کے چند دینداروں کے نام لکھا گیا ہے، جس میں اس حقیقت کی وضاحت فرمائی تھی۔ "دین کے ادارے اور جتنے بھی ضرورت کے امور ہیں ان سب کے لئے تبلیغ (صحیح) اصول کے ساتھ ملک ملک پھرتے ہوئے کوشش کرنا بمنزلہ زمین ہموار کرنے کے ہے اور بمنزلہ بارش کے ہے، اور دیگر جتنے بھی امور ہیں وہ اس زمین مذہب کے اوپر بمنزلہ باغات کی پرورش کرنے کے ہیں، باغات کی ہزاروں اقسام ہیں کوئی کھجوروں کا ہے کوئی اناروں کا ہے، کوئی

سیبوں کا، باغ ہزاروں چیزوں کے ہو سکتے ہیں، لیکن کوئی باغ دو چیزوں کے اندر پوری پوری کوشش کرنے کے بغیر نہیں ہو سکتا پہلی چیز زمین کا ہموار اور درست ہونا، زمین کے ہموار کرنے میں کوشش کئے بغیر یا زمین میں کوشش کر کے خود ان باغات کی مستقل پرورش کئے بغیر کسی طرح باغات پرورش نہیں پا سکتے۔ سو دین میں تبلیغی امور کی کوشش یہ تو زمین مذہب ہے، اور سب ادارے باغ ہیں، اب تک زمین مذہب ایسی ناہموار اور ہر طرح کی پیداوار اور باغات سے اس قدر نامناسب واقع ہو رہی ہے کہ کوئی باغ اس پر نہیں لگتا حضرت دہلوی کی رائے یہ تھی جس کو انہوں نے مختلف عناوین سے ملفوظات میں مکاتیب اور ارشادات میں ظاہر کیا ہے کہ ان کی تبلیغ مدارس اور خانقاہوں کی ترقی کا ذریعہ ہے۔ ایک جگہ حضرت دہلویؒ کا ایک مکتوب نقل کیا ہے علی میاں حضرت دہلویؒ کی سوانح میں لکھتے ہیں کہ مولانا مدارس دینیہ کے وجود کو مسلمانوں کے لئے نہایت ضروری سمجھتے تھے اور اس سایہ رحمت کے مسلمانوں کے سروں سے اٹھ جانے کو موجب وبال اور قہر سمجھتے تھے، لوگوں کی ناقدردانی اور غفلت سے دینی مدارس اور مکاتیب کی ایک بڑی تعداد میوات میں معطل ہوگئی تھی۔ شیخ رشید احمد صاحب کو اسی خط میں اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں ''لوگوں کو یہ بات ذہن نشین کرانے میں آپ ہمت فرمادیں کہ سینکڑوں مدرسوں کا سست پڑ جانا یا بند ہو جانا اہل زمانہ کے لیے نہایت وبال اور نہایت باز پرس کا خطرہ رکھتا ہے۔ کہ قرآن دنیا سے مٹتا چلا جائے اور ہمارے پیسوں میں اس کا کوئی حصہ اور ہمارے دلوں میں اس کا کوئی درد نہ ہو یہ سب باتیں خطرناک ہیں۔''

(سوانح مولانا محمد الیاس صاحبؒ)

اشکال نمبر ۵: جماعتوں میں علماء کی اہانت ہوتی ہے۔

یہ اعتراض بھی بہت کثرت سے آرہا ہے کہ تبلیغ والے علماء کی اہانت کرتے ہیں۔ جہاں تک علماء کی اہانت کا تعلق ہے اس دور فساد میں کون سا طبقہ کون سی جماعت ایسی ہے جو علماء کی اہانت نہیں کر رہی ہے، اگر ان میں سے کچھ لوگ تبلیغی جماعت میں بھی شریک ہو جائیں تو اس چیز کو تبلیغی جماعت کی طرف منسوب کرنا صریح ظلم ہے علماء کی اہانت کے متعلق تو یہ ناکارہ اپنے رسالہ ''اعتدال'' میں تقریباً پچاس صفحے پر بہت تفصیل سے گفتگو کر چکا ہے، اس میں اس اعتراض کو بھی اور

اس کی وجوہ کو بھی بہت تفصیل سے لکھا ہے جہاں تک تبلیغی جماعت کا تعلق ہے میرے علم میں تو یہ ہے کہ علماء کے احترام کی مرکز اور اکابر تبلیغ کی طرف سے بہت تاکید ہوتی ہے، اگر اس کے خلاف کسی کا قول یا فعل ہو تو اس کا ذاتی فعل یا قول ہے۔ میں اس سے پہلی فصل میں جہاں مدارس کے نقصان کا بیان کر چکا ہوں وہاں بہت سے تاجروں اور رئیسوں کا مقولہ جو متعدد علماء بلکہ خود مجھ سے بھی کہا گیا ہے کہ حضرت جی ہم لوگ تو آپ سے بہت خفا اور دور رہتے تھے۔ اس تبلیغ کی بدولت آپ تک پہنچنا ہوا۔ یہ مقولہ بلا تصنع بلا مبالغہ سو آدمیوں سے زائد سے میں نے سنا ہوگا۔ اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ ممبئ شہر میں علماء حقہ میں تبلیغ سے پہلے جانا کتنا دشوار تھا، اور وعظ کہنے کا تو واہمہ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ حضرت حکیم الامۃ نور اللہ مرقدہ کو اپنی اہلیہ محترمہ کی حج سے واپسی پر ممبئ تشریف لے جانے پر کس قدر اذیت دی گئی کہ مخالفین نے بجلی کے تار کاٹ دیئے مکان کا محاصرہ کر لیا اور حضرت قدس سرہٗ پر حملہ کیا۔ میزبان کی خوش اسلوبی اور بہترین انتظام کی وجہ سے حضرت اقدس سرہٗ کو اس مکان سے دوسرے مکان میں اندھیرے کے اندر پہنچایا گیا۔

۳۸ھ میں جب حضرت سہارنپوری قدس سرہٗ تین سو خدام کے ساتھ حج میں تشریف لے جا رہے تھے یہ ناکارہ بھی اس میں ہم رکاب تھا تو اہل ممبئ کے شری اور فسادی مخالفین کے خوف سے حضرت کو مع قافلہ کے ممبئ سے دس میل دور ایک قبرستان میں ٹھہرایا گیا تھا اور وہاں خیمے لگائے گئے تھے۔ علماء دیوبند کا ممبئ میں علی الاعلان جانا کس قدر دشوار تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ممبئ کی کسی مسجد میں کسی معروف دیوبندی کا نماز پڑھ لینا معلوم ہو جاتا تو اس مسجد کو پاک کرایا جاتا تھا، لیکن اب وہی ممبئ ہے کہ جہاں علماء حقہ کی طلب اور بلانے کے تقاضے اتنی کثرت سے ہوتے ہیں کہ ان کا پورا کرنا بھی مشکل ہے، جہاں تک تبلیغی اکابر کے ارشادات کا تعلق ہے ان سے انکار یا چشم پوشی انتہائی موجب تعجب ہے، اگر کسی تبلیغ والے میں سے کسی نالائق نے جو پہلے سے علماء کا مخالف ہو علماء کی شان میں خلاف کہہ دیا ہو تو یہ بھی دیکھنا ہے کہ تبلیغ سے پہلے علماء کے ساتھ کیسا تعلق رکھتا تھا، اگر وہ پہلے سے معتقد تھا اور تبلیغ میں آنے کے بعد یہ حرکت شروع کی تب تو تبلیغ پر یہ الزام سچا ہے اور اگر وہ پہلے سے مخالف تھا تو تم ہی سوچو کہ اس میں تبلیغ پر کیا الزام ہے مجھے اس وقت حضرت حکیم الامۃ نور اللہ مرقدہٗ کا ایک لطیفہ یاد آیا'' ایک مدرسہ کے طالب علم نے کسی کی چوری کر لی تھی اس نے حضرت قدس سرہٗ سے

شکایت کی کہ حضرت طالب علم بھی چوری کرنے لگے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بالکل نہیں بلکہ چور طالب علمی کرنے لگے۔

علماء کے متعلق حضرت دہلویؒ کے ارشادات

حضرت دہلویؒ کا ارشاد ہے کہ:

(۱) ہمارے کارکن جہاں بھی کہیں جاویں وہاں کے حقانی علماء اور صلحاء کی خدمت میں حاضری کی کوشش کریں لیکن یہ حاضری صرف استفادہ کی نیت سے ہو اور ان حضرات کو براہِ راست اس کام کی دعوت نہ دیں۔ وہ حضرات جن دینی مشاغل میں لگے ہوئے ہیں ان کو تو وہ خوب جانتے ہیں اور ان کے منافع کا تجربہ رکھتے ہیں، اور تم اپنی یہ بات ان کو اچھی طرح سے سمجھا نہ سکو گے یعنی تم ان کو اپنی باتوں سے اس کا یقین نہ دلوا سکو گے کہ یہ کام ان کے دوسرے دینی مشاغل سے زیادہ دین کے لیے مفید اور زیادہ منفعت بخش ہے، نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمہاری بات کو مانیں گے نہیں اس لیے ان کی خدمت میں بس استفادہ ہی کے لئے جایا جائے، لیکن ان کے ماحول میں نہایت محنت سے کام کیا جائے اور اصولوں کی زیادہ سے زیادہ رعایت کی کوشش کی جائے اس طرح امید ہے کہ تمہارے کام اور اس کے نتائج کی اطلاعیں خود بخود ان کو پہنچیں گی، اور وہ ان کے لئے داعی اور ان کی توجہ کی طالب ہو جائے گی پھر اگر اس کے بعد وہ خود تمہاری طرف اور تمہارے کام کی طرف متوجہ ہوں تو ان سے سرپرستی اور خبر گیری کی درخواست کی جائے، اور ان کے دینی ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی بات ان سے کہی جائے۔ (ملفوظات)

(۲) ارشاد فرمایا کہ اگر کہیں دیکھا جائے کہ وہاں کے علماء اور صلحاء اس کام کی طرف ہمدردانہ طور سے متوجہ نہیں ہوتے تو ان کی طرف سے بدگمانیوں کو دل میں جگہ نہ دی جائے، بلکہ یہ سمجھ لیا جائے کہ ان حضرات پر اس کام کی پوری حقیقت ابھی کھلی نہیں۔ علاوہ اس کے یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ دنیا جو حقیر و ذلیل چیز ہے جب اس کے گرفتار اپنے دنیوی مشاغل پر اس کام کو ترجیح نہیں دے سکتے اور اپنے مشاغل و انہماک کو چھوڑ کر اس کام میں نہیں لگ سکتے تو اہل دین اپنے اعلیٰ مشاغل کو اس کام کے لئے کیسے آسانی سے چھوڑ سکتے ہیں۔ (ملفوظات)

(۳) فرمایا کہ مسلمانوں کو علماء کی خدمت میں چار نیتوں سے جانا چاہئے۔ اول اسلام کی جہت سے، دوم یہ کہ ان کے قلوب واجسام حامل علوم نبوت ہیں۔ اس جہت سے بھی وہ قابل تعظیم اور لائق خدمت ہیں، سوم یہ کہ وہ ہمارے دینی کاموں کی نگرانی کرنے والے ہیں، چہارم یہ کہ ان کی ضروریات کے تفقد کے لیے کیونکہ اگر دوسرے مسلمان ان کی دنیوی ضرورتوں کا تفقد کر کے ان ضرورتوں کو پورا کر دیں جن کو اہل اموال پورا کر سکتے ہیں تو علماء اپنی ان ضرورتوں میں وقت صرف کرنے سے بچ جائیں گے اور وہ وقت بھی خدمت علم و دین میں خرچ کریں گے تو اہل اموال کو ان کے ان اعمال کا ثواب ملے گا۔ (ملفوظات)

(۴) ایک بار فرمایا کہ جو وفود سہارنپور، دیوبند وغیرہ تبلیغ کے لئے جا رہے ہیں ان کے ہمراہ تجار دہلی کے خطوط کر دیئے جائیں جن میں نیاز مندانہ لہجہ میں حضرات علماء سے عرض کیا جائے کہ یہ وفود عوام میں تبلیغ کے لئے حاضر ہو رہے ہیں، آپ حضرات کے اوقات بہت قیمتی ہیں، اگر ان میں سے کچھ وقت اس قافلہ کی سرپرستی میں دے سکیں جس میں آپ کا اور طلبہ کا حرج نہ ہو تو اس کی سرپرستی فرمائیں اور طلبہ کو اس کام میں اپنی نگرانی میں ساتھ لیں۔ طلبہ کو از خود بدون اساتذہ کی نگرانی کے اس کام میں حصہ نہ لینا چاہئے، اور قافلہ والوں کو یعنی وفود تبلیغ کو نصیحت کی جائے کہ اگر حضرات علماء توجہ میں کمی کریں تو ان کے دلوں میں علماء پر اعتراض نہ آنے پائے، بلکہ یہ سمجھ لیں کہ علماء ہم سے بھی زیادہ اہم کام میں مشغول ہیں، وہ راتوں کو بھی خدمت علم میں مشغول رہتے ہیں جب کہ دوسرے آرام کی نیند سوتے ہیں، اور ان کی عدم توجہ کو اپنی کوتاہی پر محمول کریں کہ ہم نے ان کے پاس آمد و رفت کم کی ہے اس لئے وہ ہم سے زیادہ ان لوگوں پر متوجہ ہیں جو سالہا سال کے لئے ان کے پاس آپڑے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ایک عامی مسلمان کی طرف سے بھی بلاوجہ بدگمانی ہلاکت میں ڈالنے والی ہے اور علماء پر اعتراض تو بہت سخت چیز ہے، پھر فرمایا کہ ہمارا طریقہ تبلیغ میں عزت مسلم اور احترام علماء بنیادی چیز ہیں۔ ہر مسلمان کی بوجہ اسلام کے عزت کرنی چاہئے اور علماء کا بوجہ علم دین کے بہت احترام کرنا چاہئے۔ پھر فرمایا کہ علم اور ذکر کا کام ابھی تک ہمارے مبلغین کے قبضہ میں نہیں آیا۔ اس کی مجھے بڑی فکر ہے اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ ان لوگوں کو اہل علم اور اہل ذکر کے پاس بھیجا جائے کہ ان کی سرپرستی میں تبلیغ بھی کریں۔ اور ان کے علم و صحبت سے بھی مستفید ہوں۔ (ملفوظات)

(۵) ایک مرتبہ مولانا ظفر احمد صاحب زاد مجدہم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مولانا تھانویؒ کے لوگوں کی مجھے بہت قدر ہے، کیونکہ وہ قریب العہد ہیں، اسی وجہ سے تم میری باتیں جلدی سمجھ جاتے ہو کہ مولانا کی باتیں سن چکے ہو اور تازہ سنی ہوئی ہیں، تمہاری وجہ سے میرے کام میں بہت برکت ہوتی ہے میرا بہت جی خوش ہوا، پھر بہت دعائیں دیں اور فرمایا تم خود بھی رو رو کر اس نعمت کا شکر کرو۔ (ملفوظات)

(۶) فرمایا کہ ہمارے کام کرنے والوں کو تین طبقوں میں تین ہی مقاصد کے لیے خصوصیت کے ساتھ جانا چاہئے علماء اور صلحاء کی خدمت میں دین سیکھنے اور دین کے اچھے اثرات لینے کے لئے۔ الی آخرہ (ملفوظات)

(۷) فرمایا کہ ہمارے اس کام کا اصول یہ ہے کہ مسلمانوں کے جس طبقہ کا حق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے اس کو ادا کرتے ہوئے اس دعوت کو اس کے سامنے پیش کیا جائے.... علماء دین کا حق تعظیم ادا کر کے ان کو یہ دعوت دی جائے۔ (ملفوظات)

(۸) ارشاد فرمایا "علماء سے کہنا ہے کہ ان تبلیغی جماعت کی چلت پھرت اور محنت و کوشش سے عوام میں دین کی طرف صرف طلب اور قدر ہی پیدا کی جاسکتی ہے اور ان کو دین سیکھنے پر آمادہ ہی کیا جاسکتا ہے۔ آگے دین کی تعلیم و تربیت کا کام علماء اور صلحاء کی توجہ فرمائی ہی سے ہوسکتا ہے اس لئے آپ حضرات کی توجہات کی بڑی ضرورت ہے۔ (ملفوظات)

(۹) کسی سلسلے سے عہد حاضر کے ایک مشہور صاحب علم اور صاحب قلم خادم دین کا ذکر آ گیا جن کی بعض علمی کمزوریوں کی بنا پر خاص دین دار حلقوں کو ان پر اعتراض تھا تو فرمایا کہ میں تو ان کا قدردان ہوں، اگر ان میں کوئی کمزوری ہو تو میں اس کا علم بھی حاصل کرنا نہیں چاہتا یہ معاملہ اللہ کا ہے شاید ان کے پاس اس کا کوئی عذر ہو، ہم کو تو عام حکم یہ ہے کہ دعائیں کرو۔

"وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا الآية" (ملفوظات)

(۱۰) فرمایا کہ ہماری اس تحریک کا اصل مقصد ہے مسلمانوں کو "**جمیع ماجاء به النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم**" سکھانا یعنی اسلام کے پورے علمی و عملی نظام سے امت کو وابستہ کر دینا، یہ تو ہے ہمارا اصل مقصد۔ رہی قافلوں کی یہ چلت پھرت اور تبلیغی گشت سو یہ اس مقصد کے لیے

ابتدائی ذریعہ ہے اور کلمہ اور نماز کی تلقین و تعلیم گویا ہمارے پورے نصاب کی ا، ب، ت، ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ ہمارے قافلے پورے کام نہیں کر سکتے ان سے تو بس اتنا ہی ہو سکتا ہے کہ ہر جگہ پہنچ کر اپنی جدوجہد سے ایک حرکت اور بیداری پیدا کر دیں اور غافلوں کو متوجہ کر کے وہاں کے مقامی اہل دین سے وابستہ کرنے کی اور اس جگہ کے دین کی فکر رکھنے والوں علماء وصلحاء کو بیچارے عوام کی اصلاح پر لگا دینے کی کوشش کریں، ہر جگہ پر اصلی کام تو وہیں کے کارکن کر سکیں گے، اور عوام کو زیادہ فائدہ اپنی ہی جگہ کے اہل دین سے استفادہ کرنے میں ہوگا۔ البتہ اس کا طریقہ ہمارے ان آدمیوں سے سیکھا جائے جو ایک عرصہ سے افادہ و استفادہ اور تعلیم کے اس طریقہ پر عامل ہیں اور اس پر بڑی حد تک قابو پا چکے ہیں۔ (ملفوظات)

(۱۱) **دین علم سے ترقی پاتا ھے**: ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ علم کے فروغ اور ترقی کے بقدر اور علم ہی کے فروغ اور ترقی کے ماتحت دین پاک فروغ اور ترقی پا سکتا ہے، میری تحریک سے علم کو ذرا بھی ٹھیس پہنچے یہ میرے لئے خسران عظیم ہے۔ میرا مطلب تبلیغ سے علم کی طرف ترقی کرنے والوں کو ذرا بھی روکنا یا نقصان پہنچانا نہیں ہے۔ بلکہ اس سے بہت زیادہ ترقیات کی ضرورت ہے اور موجودہ جہاں تک ترقی کر رہے ہیں یہ بہت ناکافی ہے۔ (سوانح حضرت دہلویؒ)

علی میاںؒ سوانح مذکور میں لکھتے ہیں "مولانا ایک طرف علماء کو عوام سے اس دعوت کے ذریعہ قریب ہونے کی اور ان کا درد اپنے دل میں پیدا کرنے کی تاکید فرماتے تھے دوسری طرف عوام کو علماء کی مرتبہ شناسی، قدر دانی اور ان سے استفادہ کی طرف توجہ دلاتے رہتے تھے۔ ان کو بتاکید اصول کے مطابق علماء کی خدمت میں حاضر ہونے کی فہمائش کرتے تھے ان کی ملاقات اور زیارت کا ثواب بیان فرماتے تھے۔ ان کی خدمت میں حاضر ہونے کے آداب و اصول سمجھاتے تھے۔ ان کو دعوت دینے ان سے فائدہ اٹھانے اور ان کو مشغول کرنے کا طریقہ بتاتے تھے۔ ان کی جو باتیں سمجھ میں نہ آئیں ان کی تاویل اور ان کے ساتھ حسن ظن رکھنے کی عادت ڈالتے، ان کو ان کی خدمت میں بھیجتے تھے اور پھر ان سے پوچھتے تھے کہ کس طرح گئے اور کیا باتیں ہوئیں؟ پھر ان کی تنقیدوں اور تاثرات کی اصلاح اور تصحیح فرماتے تھے۔ اسطرح عوام، تجار اور کاروباری لوگوں کو علماء سے اتنا قریب کر دیا کہ پچھلے برسوں میں کبھی اتنے قریب نہیں ہوئے۔ بدقسمتی سے شہروں میں سیاسی تحریکات اور مقامی

اختلافات کی وجہ سے عوام میں علماء کی طرف سے ایک عام بیزاری پیدا ہونے لگی تھی، اور بغیر کسی استثناء اور تخصیص کے عام حاملین دین اور علماء کے خلاف ایک عام جذبہ عناد پیدا ہونے لگا تھا۔ مولانا کی ان کوششوں اور حکمتِ عملی سے کم سے کم اس دعوت کے حلقۂ اثر میں یہ بات پیدا ہوگئی کہ سیاسی اختلافات کو عوام دین کے لیے گوارا کرنے لگے، اور سیاسی مسلک کے اختلاف کے باوجود علماء حق کی تعظیم اور قدر و اعتراف کی گنجائش نکل آئی، بڑے بڑے تاجر جو علماء سے برسوں سے متوحش تھے، علماء کی خدمت میں مؤدبانہ حاضر ہونے لگے۔ اور اپنے تبلیغی جلسوں اور تقریروں میں ادب و احترام کے ساتھ لے جانے لگے۔ (سوانح حضرت دہلویؒ)

(۱۲) **علماء کی خدمت کرو:۔** ایک طویل ملفوظ جو اپنی بیماری کی حالت میں ان لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے جو وضو کرا رہے تھے فرمایا کہ تم مجھے وضو کراتے وقت بیمار کی خدمت کی نیت کے علاوہ یہ نیت بھی کیا کرو" اے اللہ! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ تیرے اس بندہ کی نماز ہم سے اچھی ہوتی ہے تو ہم اس لیے اس کو وضو کراتے ہیں کہ اس کی نماز کے ثواب میں ہمارا حصہ ہو جائے۔" پھر فرمایا" یہ میں ان لوگوں کو کہتا ہوں لیکن میں خود اگر یہ سمجھنے لگوں کہ میری نماز ان لوگوں سے اچھی ہوتی ہے تو مردود ہو جاؤں۔" اس کے بعد دوسری گفتگو کے بعد فرمایا" تم لوگ ان علماء کی خدمت کرو جو ابھی تک تمہاری قوم کو دین سکھانے کی طرف متوجہ نہیں ہوئے ہیں میرا کیا ہے؟ میں تمہارے ملک میں جاتا ہی ہوں تم نہ بلاؤ جب بھی جاؤں گا جو علماء ابھی تمہاری طرف متوجہ نہیں ہیں ان کی خدمتیں کرو گے تو وہ بھی تمہاری قوم کی دینی خدمت کرنے لگیں گے۔ (ملفوظات)

(۱۳) **مولانا محمد یوسفؒ اور علماء:** مولانا الحاج محمد یوسفؒ کی سوانح میں لکھا ہے کہ مولانا کی نگاہ میں علماء دین کی سب سے زیادہ قدر تھی۔ آج جس طرح علماء کی ناقدری ان پر بیجا تنقید کا رواج پیدا ہو گیا ہے مولانا اس کو دین کے لیے بڑا مہلک سمجھتے تھے اور ناقدری کرنے والوں کی محرومی کا باعث جانتے تھے، اپنے ایک رفیق کو تحریر کرتے ہیں:

"دیکھئے! خوب سمجھ لیجئے ہم اکابر علماء کے ہر وقت محتاج ہیں ان کے بغیر چارہ کار نہیں ان کے دامن کے ساتھ وابستگی ہماری سعادت ہے، یہ حضرات بہت سی خوبیوں اور علوم نبویہ کے انوارات کے حامل ہیں ان کی قدر دانی علومِ نبوت کی قدر دانی ہے، جس قدر ہم ان کی قدر و خدمت

کریں گے اور ان کی خدمت میں حاضری کو بڑی عبادت سمجھ کر ان کے ارشادات ونصائح سے مستفید ہوتے ہوئے ان سے مفید مشورے حاصل کرتے رہیں گے اسی قدر علومِ نبویہ کے انوارات سے منور ہوتے رہیں گے۔" (سوانح یوسفیؒ)

(۱۴) ایک مرتبہ علماء کو تعلیمی حلقہ کے ختم پر فرمایا "ہم یہ نہیں چاہتے کہ بخاری پڑھانے والوں کو التحیات پڑھانے پر لگادیں مگر یہ ضرور چاہتے ہیں کہ التحیات یاد کرانے کی بخاری پڑھانے والوں کے نزدیک بھی انتہائی اہمیت ہو۔ اس لئے کہ یہ بھی حضور ﷺ کے علوم میں سے ایک علم ہے اسے غیر اہم سمجھنے والا کہیں کا نہیں رہے گا، اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ تعلیم کا یہ درجہ بھی ماہرین بخاری کی نگرانی میں ہو" (سوانح یوسفیؒ)

(۱۵) **علماء ہی امانت کے اہل ہیں:** ایک عالم دین کو خط لکھتے ہوئے حسب ذیل الفاظ تحریر فرمائے "حضرات عالی کو اللہ رب العزت نے ہر طرح کی خوبی سے مالا مال فرمایا ہے، ان کو نورانی روحانی علوم کا سرچشمہ بھی بنایا اور اس زبردست عظمت والی امانت نبوت کا داعی بھی بنایا، اگر حضرات عالی کی توجہات اور دعاؤں سے یہ مبارک قابل رشک اور بہترین گروہ علم کی بلندیوں سے اس مبارک عمل کے دوڑ دھوپ کے میدان میں کود پڑے اور اپنی اس علمی اشتغال والی قربانیوں کیساتھ تھوڑے دنوں اس گھاٹی کو عبور کرے تو یہ امانت مبارکہ اہلوں کے ہاتھ میں آکر سرسبز ہو جائے اور نااہلیت کی بنا پر جو خطرات لاحق ہوتے ہیں ان سے اس امانت عظیمہ کی حفاظت بھی ہو جائے۔ (سوانح یوسفیؒ)

(۱۶) **بزرگوں سے اچھا گمان رکھیں:** مولانا محمد یوسف صاحبؒ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں "بزرگان دین سے بدظن نہ ہوں بلکہ ان کی خدمت میں محض استفادہ کے طور پر جاتے رہا کریں، ان کے پاس جب جائیں تو دھیان میں یہ نہ ہو کہ میں ان کو کچھ دینے جا رہا ہوں بلکہ ہمیشہ یہی خیال رہے کہ مجھے کچھ حاصل کرنا ہے اور ان حضرات کو دعوت نہ دیا کریں۔" (سوانح یوسفیؒ)

(۱۷) **علماء عوام سے دور نہ ہوں:** مولانا محمد یوسف صاحب الوداعی ہدایات میں فرمایا کرتے تھے، خصوصی گشت میں جب دینی اکابر کی خدمت میں حاضری ہو تو ان سے صرف دعا کی درخواست کی جائے۔ اور ان کی توجہ دیکھی جائے تو کام کا کچھ ذکر کر دیا جائے۔ (سوانح یوسفی)

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری اپنی ابتدائی آمد کی تفاصیل میں مولانا یوسف صاحبؒ کی طرف سے اکرام، اعزاز، خاطر کی تفاصیل لکھنے کے بعد جو قابل دید ہیں مگر بہت طویل ہیں لکھتے ہیں کہ یہ صرف میری ہی خصوصیت نہ تھی بلکہ ان کو کسی طرح سے یہ معلوم ہو جانا چاہیے تھا کہ فلاں عالم ہے بس پھر کیا تھا ان کے ساتھ بھی یہی برتاؤ ہوتا، میرے ساتھ ایک رفیق تھے، جن میں کوئی ظاہری علامت ایسی نہ تھی جس سے ان کو عالم سمجھا جائے میں نے ان کو مولانا کہہ کر خطاب کیا۔ جس پر حضرت جی متوجہ ہوئے اور اپنی جگہ سے بلوا کر اپنے قریب بٹھایا۔ حضرت جی فرمایا کرتے تھے کہ میں جو دیو بند، سہارنپور جماعتیں بھیجتا ہوں اس لئے نہیں کہ تبلیغ کی جائے ان کو دعوت دی جائے میں تو اس غرض سے بھیجتا ہوں کہ آج عوام علماء سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ ان سے قریب ہو جاویں اسی میں ان کا فائدہ ہے۔ (سوانح یوسفیؒ عزیزی)

(۱۸) **علماء کا احترام**: مولانا یوسف صاحبؒ کے سلہٹ کی تشریف آوری کی کارگزاری کا ذکر کرنے کے بعد مفتی عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ جہاں حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہٗ کا برسوں قیام رہا اور حضرت مولانا یوسف صاحب اس قسم کی نسبتوں کا بہت زیادہ خیال رکھا کرتے تھے جس مقام کو بزرگوں سے نسبت ہوتی وہاں کے اجتماع باوجود کام نہ ہونے کے خصوصی توجہ کے ساتھ مقرر فرماتے۔

چنانچہ انبہٹہ کا اجتماع حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کی وجہ سے طے فرمایا۔ سلہٹ کے اجتماع میں حضرت مدنیؒ کے کافی خلفاء شریک ہوئے۔ آپ نے ان کا بہت زیادہ اکرام فرمایا اور مشوروں میں شریک رکھا۔ اور احترام ملحوظ رکھتے ہوئے کام کی طرف توجہ دلائی۔ (سوانح عزیزی)

(۱۹) **سب سے اہم علم و ذکر**: مولانا محمد ثانی صاحب سوانح یوسفی میں ایک مکتوب مولانا یوسف صاحبؒ کا جناب الحاج فضل عظیم صاحب مراد آبادی ثم المکی کے نام طویل مکتوب میں لکھتے ہیں کہ ''سب سے اہم جز و علم و ذکر کا اشتغال ہے: اور اس کے لیے سب سے اہم دو جانبوں کے حقوق کو ادا کرنے پر مداومت پالینا ہے ایک علم و ذکر کی طرف نسبت رکھنے والے بزرگوں کی عظمت کو دل میں محسوس کرنا جو کام کیا جائے اس کی اطلاع کے ذریعے اور مشاورت کے ذریعہ ان کی بڑائی کو پہچاننا اور ان کے حقوق کو ادا کرنا، اور اسی طرح دنیوی امور میں مادی بڑوں کے حقوق کو ادا کرنا اور اپنے مادی کاموں میں ان کی مشاورت کو بھی شامل کرنا۔

یہ کتاب

دراصل حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کی تصنیف

جماعت تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات

اضافہ شدہ ایڈیشن کا ایک چیپٹر ہے۔

جسے حضرت حافظ اسلم زاھد صاحب نے ترتیب دیا ہے۔

جسے افادہ عام کی غرض سے الگ سے شائع کیا جارہا ہے۔

اللہ مصنف کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆